رسائل و مسائل

سُورۃُ الحدید کی ایک آیت کی تاوّیل

سوال: ایک تفسیری اشکال درپیش ہے اُمید ہے رہنمائی فرمائیں گے۔

ستائیسویں سپارہ میں سُورۃُ الحدید کی آخری آیت میں ہے " لِئَلَّا یعلم اھلُ الکِتٰبِ اَلَّا یقدِرُوْنَ علٰی شَیۡءٍ مِّنۡ فَضلِ اللّٰہِ.....

یہاں لِئَلَّا.. کا لفظ اشکال پیدا کر رہا ہے۔ قرآنِ پاک میں جہاں تک میری تحقیق کا تعلق ہے یہ لفظ مندرجہ ذیل تین مقامات پر استعمال ہُوا ہے:

پارہ ۲۔ رکوع ۲۔ آیت ۱۵۰ ---- معنی ہیں "تا کہ نہ"

پارہ ۶۔ رکوع ۳۔ آیت ۱۶۵ ---- معنی ہیں "تا کہ نہ"

پارہ ۲۷۔ رکوع نمبر ۲۰۔ آیت ۲۹ ---- معنی ہیں "تا کہ" "یا" "تا کہ نہ"

اب عُلما کرام نے آیتِ زیرِ بحث کا جو ترجمہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

مولانا امین احسن اصلاحی صاحب ---- تا کہ اہلِ کتاب نہ جانیں کہ وہ اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر کوئی اختیار نہیں رکھتے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب ---- تا کہ اہلِ کتاب کو معلوم ہوجائے کہ اللہ کے فضل پر اُن کا کوئی اجارہ نہیں ہے۔

شمسُ العُلماء ڈپٹی نذیر احمد صاحب ---- (اور یہ تم سے اس لئے کہا جا رہا ہے) کہ اہلِ کتاب یہ نہ سمجھیں کہ مُسلمانوں کو خدا کے فضل پر کچھ بھی دسترس نہیں ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب ---- (اور یہ دولتیں تمہیں اس لئے عنایت کرے گا) تا کہ اہلِ کتاب کو یہ بات معلوم ہوجائے کہ ان لوگوں کو اللہ کے فضل کے کسی جُزو پر دسترس نہیں۔

مولانا فتح محمد جالندھری صاحب ---- (یہ باتیں اس لئے بیان کی گئی ہیں) کہ اہلِ کتاب جان لیں کہ وہ خدا کے فضل پر کچھ بھی قدرت نہیں رکھتے۔

سوال یہ ہے کہ ایک ہی لفظ کے متضاد معنی لینے کی آخر کیا سند ہے۔ کیا کلامِ عرب سے کوئی اور مثال بھی مل سکتی ہے جہاں لِئَلَّا میں لَا کو زائد قرار دیا گیا ہو۔

دوسرے یہ کہ لَایَقدِرُوْنَ کا فاعل اہلِ کتاب ہیں یا مسلمان؟

اگر یہ ترجمہ کرلیا جائے تو کیا مضائقہ ہے " تا کہ اہلِ کتاب کو یہ حقیقت معلوم ہی نہ ہوسکے کہ دراصل اُنہیں اللہ کے فضل و انعام پر کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ (یعنی وہ اس غلط

فہمی میں مبتلا رہیں کہ وہی اللہ کے فضل و کرم کے مالک ہیں)۔

جواب: آپ نے سُورۃ الحدید کی جس آیت کا حوالہ دیا ہے اس کی تفسیر میں بلاشبہ ظاہری طور پر اِشکال محسوس ہوتا ہے۔ اور اس کے تراجم میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن مفسّرین کی اکثریت کے نزدیک یہاں لا نافیہ نہیں بلکہ لاءِ صلہ ہے یا لاءِ زائدہ ہے' نفی کے مفہوم کا حامل نہیں۔ چند اقوال درج ذیل ہیں:

ابنِ جریر طبریؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: **لکی یعلم اھل الکتاب انھم لایقدرون علی شیئ من فضل اللّٰہ** تاکہ اہلِ کتاب جان لیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر کوئی دسترس نہیں رکھتے..... آخر میں لکھتے ہیں: **العرب تجعل لاَ صلۃ فی کل کلام دخل فی اولہ او اٰخرہ جحد غیر مصرح** (اہلِ عرب ہر اُس قول کے ساتھ لاءِ صلہ ملا دیتے ہیں جس کے اوّل یا آخر میں غیر صریح انکار ہو۔ جارُ اللہ زمخشری جو لغتِ عرب میں سند مانے جاتے ہیں' اُنھوں نے بھی یہاں **لِئَلَّا یَعْلَمَ** سے **لِیَعْلَمَ** مُراد لیا ہے جس سے مدّعا یہی ہے: تاکہ اہلِ کتاب جان لیں.....

حافظ ابنِ کثیرؒ اس مقام کی تفسیر میں لکھتے ہیں: **ای لیتحققوا انھم لایقدرون علی رد ما اعطاہ اللّٰہ لا اعطاء مامنع اللّٰہ** (تاکہ اہلِ کتاب بالتحقیق جان لیں کہ وہ اس کی قدرت نہیں رکھتے کہ اس فضل کو روک لیں جو آنحضورؐ کو اللہ نے عطا فرمایا اور جو فضل ان اہلِ کتاب کو حاصل نہ ہُوا' اُسے حاصل کر سکیں)۔ پھر اُنھوں نے امام ابنِ جریرؒ کا حوالہ دیا ہے کہ وہ بھی **لِئَلَّا یَعْلَمَ** سے مُراد **لِیَعْلَمَ** لیتے ہیں' یعنی نفی کے بجائے اثبات کے معنی بیان کرتے ہیں' کیونکہ اہلِ عرب ہر فقرے میں لا بطور صلہ استعمال کرتے ہیں جہاں اوّل یا آخر میں غیر مصرح انکار ہو۔ پھر فرماتے ہیں کہ اِس کی مثال اس آیت میں ہے جہاں فرمایا: **مَا مَنَعَکَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ** (الاعراف: ۱۲) یہ ابلیس سے اللہ تعالیٰ کا خطاب ہے کہ: تجھے کس بات نے روکا کہ تو سجدہ کرے جب مَیں نے تجھے حکم دیا۔

اس آیت میں لا کو خواہ لاءِ صلہ کہا جائے یا لاءِ زائدہ قرار دیا جائے' یہاں لاءِ نافیہ تو ہو نہیں سکتا' کیونکہ قرآنِ مجید ہی میں دوسرے مقام پر یوں فرمایا:

یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ (ص: ۷۵)

تجھے کس نے روکا کہ تو سجدہ کرے....... ۔ ان دونوں مقامات میں مفہُوم یکساں ہے لیکن ایک جگہ **اَلَّا تَسْجُدَ**... فرمایا دوسری جگہ **اَنْ تَسْجُدَ**.... فرمایا۔ کلامِ عرب سے رجوع کیا جائے یا نہ کیا جائے خود کلام اللہ سے یہ امر واضح و ثابت ہے کہ ایک ہی مضمون کے لئے دونوں

اُسلوب اختیار ہو سکتے ہیں اور دونوں اختیار فرمائے گئے ہیں۔ اس سے ملتا جلتا اندازِ کلام سورۃ الحجر: ۳۲ اور سورۃ النمل آیت: ۲۵ (آیت سجدہ) میں وارد ہے۔ سورۃ النمل کی آیت ہے: **اَلَّا یَسۡجُدُوۡا لِلّٰہِ الَّذِیۡ یُخۡرِجُ الۡخَبۡءَ**... (وہ لوگ ہدایت نہیں پاتے کہ اس اللہ کو سجدہ کریں جو آسمان و زمین کے مخفی خزانے نکالتا ہے)۔ ظاہر ہے کہ یہاں لاءِ نافیہ نہیں بلکہ ہدایت پانے کی علامت اللہ کے حضور سجدہ ریزی بیان فرمائی گئی ہے۔ یہاں **اَلَّا یَسۡجُدُوۡا**..... میں لاءِ زائدہ ہے۔

امام ابن الجوزیؒ اپنی تفسیر زاد المسیر میں سُورۂ الاعراف آیت: ۱۲ کے تحت فرماتے ہیں: **قال الکسائی لا ھٰھُنا زائدہ والمعنی: مَا مَنَعَکَ اَنۡ تَسۡجُدَ**۔ کسائی کا قول ہے کہ یہاں لاءِ زائدہ ہے اور معنی یہ ہے کہ کس شے نے تجھے روکا کہ تو سجدہ کرے۔ (کسائی قراءِ سبعہ میں سے ہیں، نحو، لغت اور قراءت میں امامِ فن ہیں) امام فخرالدینؒ رازی اپنی تفسیر کبیر میں سُورۂ الحدید کی آیت مذکورہ پر فرماتے ہیں: **اکثر المفسّرین علی ان لا ھٰھُنا زائدہ والتقدیر لیعلم اہل الکتاب** (اکثر مفسّرین کے نزدیک لا یہاں زائدہ ہے اور مراد یہ ہے: تاکہ اہل کتاب جان لیں.....)۔

پھر ابن الجوزیؒ لکھتے ہیں: **وقال الزّجاج: المعنی ایّ شیء منعک من السجود ولا زائدہ موکدہ و مثلہ: لِئَلَّا یَعۡلَمَ اَھۡلُ الۡکِتٰبِ** (الحدید: ۲۹) الزّجاج کے قول کے مطابق سُورۂ اعراف کی اِس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے روکا، لا یہاں زائدہ برائے تاکید ہے اور اِس کی مثال سُورۂ الحدید کی آیت: ۲۹ ہے۔ **لِئَلَّا یَعۡلَمَ اَھۡلُ الۡکِتٰبِ** (تاکہ اہل کتاب جان لیں)... (الزّجاج بھی مشہور صاحبِ تصنیف نحوی ہیں) اِس کے بعد ابن الجوزیؒ نے ابن قتیبہؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ بعض اوقات کلامِ عرب میں لاءِ زائد بھی ہوتا ہے جس کی ایک مثال سُورۃ الانبیاء: ۹۵ ہے: **وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرۡیَۃٍ اَھۡلَکۡنٰھَاۤ اَنَّھُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ** ان کے نزدیک یہاں لاءِ زائدہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ: جس بستی کی ہلاکت کا فیصلہ ہم کردیتے ہیں، ان پر حرام ہوتا ہے کہ وہ رجُوع کریں۔

ابوحیّان اندلسی نے اپنی تفسیر "البحرالمحیط" میں تقریباً یہی بات بیان فرمائی ہے۔ سُورۂ الحدید (آیت: ۲۹) کے تحت لکھتے ہیں: **لاءِ زائدہ کھی فی قولہ: مَا مَنَعَکَ اَنۡ لَّا تَسۡجُدَ و فی قولہ: اَنَّھُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ فی بعض تاویلات**۔

یہاں لاءِ زائدہ ہے جس طرح آیت **مَا مَنَعَکَ اَنۡ لَّا تَسۡجُدَ** میں نیز آیت: **اَنَّھُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ** میں بھی بعض تاویلات کی رُو سے لاءِ زائدہ ہے۔ علامہ آلوسیؒ نے اپنی تفسیر "رُوح المعانی" میں

سُورۃَ الحدید کی آیت کی تفسیر میں یہی فرمایا ہے کہ یہاں لاء زائدہ ہے۔

آپ نے قرآنِ مجید کے جن تراجم کا حوالہ دیا ہے اُن میں بھی اکثر کا ترجمہ یہی ہے جو یَعْلَمَ کا ہوسکتا ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم کے ترجمے میں اثبات کے بجائے نفی ہے مگر یَقْدِرُوْنَ کا فاعل مومنین قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ یَقْدِرُوْنَ کا فاعل اَھْلُ الْکِتٰبِ قریب میں موجود ہے، اور آیت میں اہلِ ایمان کا ذکر ہی نہیں ہے، پھر اگر "نہ سمجھیں" مراد ہوتا تو اس کے لئے یَعْلَمَ کے بجائے یَحْسَبَ کا لفظ ہوتا۔ اس لئے یہ ترجمہ تکلّف سے خالی نہیں۔ مولانا اصلاحی صاحب نے جو ترجمہ کیا ہے، اگرچہ وہ لغت و نحو کے لحاظ سے صحیح ہے، لیکن جیسا کہ بیان ہوچکا ، جمہُور مفسّرین نے اس تاؔویل کو قابلِ ترجیح قرار نہیں دیا۔

شاہ ولی اللہؒ صاحب نے بھی فارسی میں یہ ترجمہ کیا ہے: تابدانند اہلِ کتاب... مگر شاہ رفیع الدینؒ صاحب اور شاہ عبدالقادرؒ صاحب نے لفظی ترجمہ نفی میں یوں کیا ہے:

تاکہ نہ جانیں اہلِ کتاب یہ کہ نہیں قدرت رکھتے اوپر کسی چیز کے فضل خدا سے۔

تاکہ نہ جانیں کتاب والے کہ پانہیں سکتے کچھ اللہ کا فضل۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری نے اپنی تفسیر "ضیاءُ القران" میں ترجمہ کیا ہے:

تاکہ جان لیں اہلِ کتاب ...... اور لاء کو زائدہ قرار دیا ہے۔

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ صاحب کا ترجمہ درحقیقت شاہ عبدالقادرؒ صاحب ہی کا ترجمہ ہے جس میں زبان و محاورہ کی چند اصلاحات ہیں۔ چنانچہ شیخ الہندؒ کے ترجمے میں الفاظ یہی ہیں: تاکہ نہ جانیں کتاب والے کہ پا نہیں سکتے کوئی چیز اللہ کے فضل میں سے ------ لیکن مولانا شبّیر احمدؒ صاحب عثمانی نے اس ترجمے پر جو حواشی درج فرمائے ہیں، اُن میں وہ لکھتے ہیں:

"تنبیہہ: حضرت شاہ صاحبؒ نے آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے، لیکن اکثر سلف سے یہ منقول ہے کہ یہاں لِئَلَّا یَعْلَمَ معنی لکی یعلم کے ہے (تاکہ جان لیں اہلِ کتاب کہ وہ دسترس نہیں رکھتے اللہ کے فضل پر)

مولانا مفتی محمد شفیعؒ صاحب نے بھی اپنی تفسیر "معارفُ القرآن" میں یہی موقف اختیار فرمایا ہے۔ اُنھوں نے ترجمے میں بعینہٖ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ صاحب کے الفاظ درج کیے ہیں، لیکن تشریح میں فرماتے ہیں:

"تاکہ اہلِ کتاب کو یہ بات معلوم ہوجائے کہ اُن لوگوں کو اللہ کے فضل کے کسی جز پر بھی دسترس نہیں اور یہ بھی معلوم ہوجائے کہ فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے...... اس میں لاءِ زائد

ہے۔"

سُورۃ الحدید کی ان آخری دو آیتوں کے مضمون کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ یہاں اہلِ ایمان کو دعوت دی جا رہی ہے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور اللہ کے رسولؐ پر ایمان لانے کا حق ادا کریں تو اللہ تعالیٰ اُنہیں ایمان و عمل کا دُگنا اجر عطا فرمائے گا ' دنیا و آخرت میں ایک روشنی اُن کی رہنمائی کرے گی اور اُن کی خطائیں معاف ہوں گی ۔ اِس کا نتیجہ یہ بھی نکلے گا کہ اہلِ کتاب کو یہ معلوم ہوجائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی چہیتی مخلوق PEOPLE CHOSEN نہیں ہیں ۔ فضل و رحمت اللہ کے اپنے ہاتھ میں ہے' جسے چاہے دے اور اس کا فضل بے پایاں ہے ۔ مومنین جو ایمان و عملِ صالح کے حامل ہیں ان کے دُہرے اجر کا ذکر قرآنِ مجید کے دُوسرے مقامات پر بھی ہے'سُورۂ سبا : ۳۷ میں فرمایا :

فَاُولٰٓئِکَ لَھُمۡ جَزَآءُ الضِّعۡفِ بِمَا عَمِلُوۡا۔ اہلِ کتاب کی طرح مشرکینِ مکّہ کا بھی یہ زعم باطل تھا کہ قرآن کسی بڑی شخصیت پر کیوں نہ اُترا جس کے جواب میں فرمایا گیا : **اَھُمۡ یَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّکَ** (الزخرف : ۳۲) کیا یہ لوگ تیرے رب کی رحمت بانٹتے ہیں ؟

خلاصہ بحث یہ ہے کہ **لِئَلَّا یَعۡلَمَ اَھۡلُ الۡکِتٰبِ** میں لاءِ نافیہ بھی ہوسکتا ہے اور بعض اہلِ لُغت و تفسیر نے یہاں فعل نفی مراد لیا ہے ' لیکن عُلماء کی اکثریت نے لا کو حرفِ زائدہ یا حرفِ صلہ قرار دیتے ہوئے اُسے فعل مثبت قرار دیا ہے ۔ مومنین مخلصین جو اللہ کے آخری رسولؐ پر ایمان لائیں اُنہیں یہ بشارت دی جا رہی ہے کہ دنیا و عُقبیٰ میں تمہیں دُونا اجر ملے گا 'تمہاری راہ روشن ہوگی اور اہلِ کتاب کو بھی یہ معلوم ہوجائے گا کہ اللہ کے فضل پر اُنہی کی اجارہ داری نہیں ہے ۔ فضل و کرم کا سرچشمہ اللہ کے پاس ہے وہ جسے چاہے اس کا وارث بنائے' جسے چاہے محروم کردے۔ **ھٰذا ماعِندی واللہ اعلم بِالصّواب**۔

غلام علی